عِضِيْنَ ﴿٩١﴾	فَوَرَبِّكَ	لَنَسْئَلَنَّهُمْ	1133 اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾
ٹکڑے ٹکڑے	تو قسم ہے آپؐ کے رب کی	ہم لازماً پوچھیں گے ان سے	سب سے
عَمَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾	فَاصْدَعْ	بِمَا
اس کے بارے میں جو	یہ لوگ کرتے تھے	تو آپؐ کھول کر بیان کریں	اس کو جو

تُؤْمَرُ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾	اِنَّا	كَفَيْنٰكَ
آپؐ کو حکم دیا جاتا ہے	اور آپؐ اعراض کریں	شرک کرنے والوں سے	یقیناً	ہم کافی ہیں آپؐ کے لیے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾	الَّذِيْنَ	يَجْعَلُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	فَسَوْفَ
مذاق اڑانے والوں کے مقابلے	وہ لوگ جو	بناتے ہیں	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	تو عنقریب
يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيْقُ	صَدْرُكَ	بِمَا
وہ جان لیں گے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ آپؐ	تنگ ہوتا ہے	آپؐ کا سینہ	اس سے جو

يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	وَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾
یہ لوگ کہتے ہیں	پس آپؐ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور آپؐ ہوں	سجدہ کرنے والوں میں سے
وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتّٰى	يَاْتِيَكَ	الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾
اور آپؐ بندگی کریں	اپنے رب کی	یہاں تک کہ	آئے آپؐ کے پاس	وہ یقینی بات (یعنی موت)

نوٹ۔1 مقتسمین سے مراد یہود ہیں جنہوں نے دین کو تقسیم کر ڈالا۔ اس کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا۔ ان کے قرآن سے مراد تورات ہے جو ان کو دی گئی تھی جس طرح ہمیں یہ قرآن دیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2 آیت۔۹۷۔۹۸ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کو مخالفین کی باتوں سے رنج پہنچے اور دل تنگی پیش آئے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و عبادت میں مشغول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرما دیں گے۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النحل (16)

آیت نمبر (1 تا 9)

ن ط ف

(ن) نَطَفًا — پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا۔ ٹپکنا۔

نُطْفَةٌ — پانی کی بوند۔ زیر مطالعہ آیت۔4۔

د ف ء

(ک) دَفْئًا — گرمی پانا۔ گرمی محسوس کرنا۔

دِفۡءٌ — گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔5 1133

ب	غ	ل

(ف) بَغۡلًا — کسی کو دوغلا ٹھہرانا۔

بَغۡلٌ — ج بِغَالٌ۔ خچر۔ زیر مطالعہ آیت۔8

ترجمہ:

اَتٰۤی	اَمۡرُ اللّٰہِ	فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ	سُبۡحٰنَہٗ	وَ تَعٰلٰی
پہنچا	اللہ کا حکم	پس تم لوگ جلدی مت مچاؤ اس کی	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا

عَمَّا	یُشۡرِکُوۡنَ ①	یُنَزِّلُ	الۡمَلٰٓئِکَۃَ	بِالرُّوۡحِ	مِنۡ اَمۡرِہٖ
اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	وہ اتارتا ہے	فرشتوں کو	روح (وحی) کے ساتھ	اپنے حکم سے
عَلٰی مَنۡ	یَّشَآءُ	مِنۡ عِبَادِہٖۤ	اَنۡ	اَنۡذِرُوۡۤا	اَنَّہٗ
اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	کہ	تم لوگ خبردار کرو	(کہ) حقیقت یہ ہے کہ
لَاۤ اِلٰہَ	اِلَّاۤ	اَنَا	فَاتَّقُوۡنِ ②	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
کوئی بھی الہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	میں ہوں	پس تم لوگ میرا تقویٰ کرو	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو

وَ الۡاَرۡضَ	بِالۡحَقِّ ؕ	تَعٰلٰی	عَمَّا	یُشۡرِکُوۡنَ ③	خَلَقَ
اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اس نے پیدا کیا

الۡاِنۡسَانَ	مِنۡ نُّطۡفَۃٍ	فَاِذَا	ہُوَ	خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ④
انسان کو	پانی کی ایک بوند سے	تو جب ہی	وہ	صریح جھگڑالو بن بیٹھا

وَ الۡاَنۡعَامَ	خَلَقَہَا ۚ	لَکُمۡ	فِیۡہَا
اور (اس نے پیدا کیا) چوپایوں کو	اس نے پیدا کیا ان کو	تمہارے لئے	ان میں

دِفۡءٌ	وَّ مَنَافِعُ	وَ مِنۡہَا	تَاۡکُلُوۡنَ ⑤ ۪
سردی سے بچنے (گرم رہنے) کا سامان ہے	اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں	اور ان میں سے	تم لوگ کھاتے ہو

وَ لَکُمۡ	فِیۡہَا	جَمَالٌ	حِیۡنَ	تُرِیۡحُوۡنَ	وَ حِیۡنَ
اور تمہارے لئے	ان کی وجہ سے	رونق بھی ہے	جب	شام کو واپس لاتے ہو	اور جب

تَسۡرَحُوۡنَ ⑥ ۪	وَ تَحۡمِلُ	اَثۡقَالَکُمۡ	اِلٰی بَلَدٍ	لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا
(صبح کے وقت) چرنے کے لئے چھوڑتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	کسی شہر کی طرف	تم لوگ نہیں تھے

بٰلِغِیۡہِ	اِلَّا	بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ	اِنَّ	رَبَّکُمۡ	لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ⑦ ۙ
پہنچنے والے اس تک	مگر	جانوں کی مشقت سے	بیشک	آپ کا رب	یقیناً بہت نرمی کرنے والا ہے

1133

رَّحِیۡمٌ ۙ﴿۷﴾	وَّ الۡخَیۡلَ	وَ الۡبِغَالَ	وَ الۡحَمِیۡرَ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور (اس نے پیدا کیا) گھوڑوں کو	اور خچروں کو	اور گدھوں کو

لِتَرۡکَبُوۡہَا	وَ زِیۡنَۃً ؕ	وَ یَخۡلُقُ	مَا	لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾
تاکہ تم لوگ سواری کرو ان پر	اور زینت کے لئے	اور وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

وَ عَلَی اللّٰہِ	قَصۡدُ السَّبِیۡلِ	وَ مِنۡہَا	جَآئِرٌ ؕ	وَ لَوۡ
اور اللہ تک پہنچتی ہے	سیدھی راہ	اور بعض راہ	کج بھی ہے	اور اگر

شَآءَ	لَہَدٰىکُمۡ	اَجۡمَعِیۡنَ ٪﴿۹﴾
وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم کو	سب کے سب کو

نوٹ۔1

اَتٰۤی ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ ’’وہ پہنچا‘‘ اس لئے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن عربی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو یقینی بنانے کے لئے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں آیت نمبر۔ا میں اَتٰۤی اسی انداز میں آیا ہے۔ اس کی توثیق آیت کے اگلے حصے فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہاں اَتٰۤی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حکم لازماً پہنچے گا۔

نوٹ۔2

آیت۔ نمبر ۵ میں چوپایوں کا ذکر کر کے ان کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ان کا گوشت کھانا قرار دیا۔ پھر ان سے الگ کر کے آیت۔ نمبر۔۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی تخلیق کا ذکر کیا۔ ان کے فوائد میں سواری اور زینت کا ذکر کیا لیکن گوشت کھانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے پر اتفاق ہے اور ایک حدیث میں ان کی حرمت کا صراحۃً ذکر بھی ہے، مگر گھوڑے کے معاملہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک سے حلال اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔ مبر ۸ میں سواری کے تین جانور گھوڑے، خچر اور گدھے کا خاص طور پر بیان کرنے کے بعد فرمایا اور وہ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا پرانے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں تھا، مثلاً ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ ایجاد ہوں گی۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔4

توحید، رحمت اور ربوبیت کے دلائل پیش کر کے آیت نمبر۔۹۔ میں نبوت کی بھی ایک دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ اس کا سمجھ لیں۔

دنیا میں انسان کے لئے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود بھی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس سچائی کے مطابق ہو اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔

اس صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک بلند درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان

1133 ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہو گئی۔
اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے سے پہلے تمہارے لئے یہ کچھ سروسامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک صرورت پورا کرنے کا اتنے بڑے پیمانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہو گا؟ یہ بندوبست نبوت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے اور کون سا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لئے عقل وفکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل وفکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے اور نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش کا اتنا مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (10 تا 17)

ط	ر	و

(ک)

طَرَاوَةً — نرم اور تروتازہ ہونا۔

طَرِیٌّ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تروتازہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

م	خ	ر

(ف۔ن)

مَخْرًا — پانی کو آواز کے ساتھ چیرنا

مَاخِرٌ — ج مَوَاخِرُ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی چیرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

ترکیب

(آیت۔۱۱) وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ عطف ہے۔ یُنْبِتُ پر۔ آیت۔۱۲ وَسَخَّرَ کے مفعول وَالْقَمَرَ پر ختم ہو گئے۔ آگے نیا جملہ ہے جس میں وَالنُّجُوْمُ مبتدا ہے اور مُسَخَّرٰتٌ اس کی خبر ہے، اس لیے دونوں حالت رفع میں ہیں۔ (آیت۔13) مُخْتَلِفًا اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے جبکہ اَلْوَانُ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت۔14) تَرَی کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْفُلْكَ حالت نصب میں ہے جبکہ مَوَاخِرَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ اَلْفُلْكَ کی صفت نہیں ہو سکتا کیونکہ اَلْفُلْكَ معرف باللام ہے جبکہ مَوَاخِرَ نکرہ آیا ہے۔ فِیْهِ کی ضمیر اَلْبَحْرَ کے لئے ہے۔ (آیت۔15) رَوَاسِیَ۔ اَنْهٰرًا۔ سُبُلًا اور عَلٰمٰتٍ، یہ سب اَلْقٰی کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ:

مِّنْهُ	لَّكُمْ	مَآءً	مِنَ السَّمَآءِ	اَنْزَلَ	الَّذِیْٓ	هُوَ
اس میں سے	تمہارے لئے	پانی	آسمان سے	اتارا	وہی ہے جس نے	وہ

یُنْۢبِتُ	تُسِیْمُوْنَ ⑩	فِیْهِ	شَجَرٌ	وَّمِنْهُ	شَرَابٌ
وہ اگاتا ہے	تم لوگ مویشی چراتے ہو	جن میں	ایسے درخت (پیدا ہوتے ہیں)	اور اسی سے	پینے کی چیز ہے

لَكُمْ	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالنَّخِيْلَ	وَالْاَعْنَابَ 1133
تمہارے لئے	اس سے	کھیتی کو	اور زیتون کو	اور کھجوروں کو	اور انگوروں کو

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے پھل	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿١١﴾	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ۙ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ؕ
غور وفکر کرتے ہیں	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور سورج کو	اور چاند کو

وَالنُّجُوْمُ	مُسَخَّرٰتٌۢ	بِاَمْرِهٖ ؕ	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ
اور تمام ستارے	مسخر کئے گئے ہیں	اس کے حکم سے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٢﴾ ۙ	وَمَا
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں	اور اس میں (بھی نشانیاں ہیں) جو

ذَرَاَ	لَكُمْ	فِی الْاَرْضِ	مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ ؕ	اِنَّ
اس نے بکھیرا	تمہارے لئے	زمین میں	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	بیشک

فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣﴾	وَهُوَ
اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت پکڑتے ہیں	اور وہ

الَّذِیْ	سَخَّرَ	الْبَحْرَ	لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا طَرِيًّا
وہی ہے جس نے	مسخر کیا	سمندر کو	تاکہ تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	تازہ گوشت

وَّتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	وَتَرَى	الْفُلْكَ
اور تاکہ تم لوگ نکالو	اس میں سے	ایسے زیور	تم لوگ پہنتے ہو جن کو	اور تو دیکھتا ہے	کشتیوں کو

مَوَاخِرَ	فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ
پانی چیرنے والی ہوتے ہوئے	اس میں	اور تاکہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے	اور تاکہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾	وَاَلْقٰى	فِی الْاَرْضِ	رَوَاسِیَ	اَنْ	تَمِيْدَ بِكُمْ
شکر کرو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ	کہ کہیں	وہ تم کو لے کر ڈگمانے نہ لگے

وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾ ۙ	وَّعَلٰمٰتٍ ؕ
اور نہریں	اور راستے	تم لوگ	راہ پاؤ	اور کچھ علامتیں (بھی ڈالیں)

وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	يَهْتَدُوْنَ ⑯	اَفَمَنْ	يَّخْلُقُ	1133 كَمَنْ
اوراس ستارے سے	وہ لوگ	راہ پاتے ہیں	تو کیا وہ جو	پیدا کرتا ہے	اس کی مانند ہے جو
لَّا يَخْلُقُ ؕ			اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰		
پیدا نہیں کرتا			تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے		

نوٹ۔1

اس سورہ کی ابتداء شرک کی نفی سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی ذات وصفات میں شریک کرتے ہیں۔اس کے بعد آیت نمبر۔16 تک آفاق وانفس کی بہت سی نشانیاں پے در پے بیان کی گئی ہیں۔ان سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ انسان اپنے وجود سے لے کر زمین وآسمان کے گوشے گوشے تک جدھر چاہے نظر دوڑا کر دیکھ لے، ہر چیز پیغمبر کے بیان کی تصدیق کر رہی ہے۔کہیں سے بھی شرک یا دہریت کی تائید میں کوئی شہادت فراہم نہیں ہوتی۔

پھر آیت نمبر۔۱۷ میں سوال کیا گیا کہ اگر تم مانتے ہو(جیسا کہ فی الواقع مکہ کے مشرکین بھی مانتے تھے اور دنیا کے دوسرے مشرکین بھی مانتے ہیں) کہ خالق اللہ ہی ہے اور اس کائنات میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کسی کا کچھ بھی پیدا کیا ہوا نہیں ہے، تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ غیر خالق ہستیوں کی حیثیت خود خالق کے برابر ہو یا کسی طرح بھی اس کے مانند ہو۔ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہوں گی، یا وہ ایک جنس کے افراد ہوں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ ہوگا؟ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (18 تا 25)

ترکیب

(آیت۔20) يَدْعُوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور وَالَّذِيْنَ اس کا مفعول مقدم ہے۔(آیت۔21) اَمْوَاتٌ خبر ہے۔اس کا مبتدا هُمْ محذوف ہے۔اسی طرح غَيْرُ اَحْيَآءٍ بھی خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا هُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔23) اِنَّهٗ کو ضمیر الشان ماننا بہتر ہے۔ (آیت۔25) لِيَحْمِلُوْٓا پر جو لام ہے اسے لام کَیْ کے بجائے لام عاقبت (بمعنی آخر کار) ماننا بہتر ہے۔يُضِلُّوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول اَلَّذِيْنَ مقدم ہے۔ يُضِلُّوْنَ کے ساتھ هُمْ کی ضمیر اَلَّذِيْنَ کی ضمیر عائد ہے۔

ترجمہ:

وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحْصُوْهَا ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمتوں کی	تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	اللہ

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑱	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو

تُسِرُّوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ ⑲	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ
تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اور وہ لوگ جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	لَا يَخْلُقُوْنَ	شَيْـًٔا	وَّهُمْ	يُخْلَقُوْنَ ⑳ ؕ
اللہ کے علاوہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ (تو خود)	پیدا کئے گئے ہیں

اَمْوَاتٌ	غَيْرُ اَحْيَآءٍ	وَمَا يَشْعُرُوْنَ	اَيَّانَ 1133
(وہ لوگ) مردہ ہیں	(وہ لوگ) کسی جان کے بغیر ہیں	اور وہ شعور نہیں رکھتے	کہ کب

يُبْعَثُوْنَ ۲۱	اِلٰـهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
وہ اٹھائے جائیں گے	تم لوگوں کا الٰہ	واحد الٰہ ہے	پس وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے
بِالْاٰخِرَةِ	قُلُوْبُهُمْ	مُّنْكِرَةٌ	وَّهُمْ	مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۲۲
آخرت پر	ان کے دل	انکار کرنے والے ہیں	اور وہ لوگ	بڑائی چاہنے والے ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ
کوئی شک نہیں ہے	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	یہ لوگ چھپاتے ہیں	اور اس کو جو	تکبر کرتے ہیں

اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۲۳	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ
حقیقت یہ ہے کہ	وہ پسند نہیں کرتا	تکبر کرنے والوں کو	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	سوان سے

مَّاذَآ	اَنْزَلَ	رَبُّكُمْ	قَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۲۴	لِيَحْمِلُوْٓا
کیا	اتارا	تمہارے رب نے	تو وہ کہتے ہیں	پہلے لوگوں کے افسانے ہیں	نتیجتاً وہ اٹھائیں گے

اَوْزَارَهُمْ	كَامِلَةً	يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ	يُضِلُّوْنَهُمْ
اپنے بوجھ	پورے پورے	قیامت کے دن	اور ان کے بوجھوں میں سے	انہوں نے گمراہ کیا جن کو
بِغَيْرِ عِلْمٍ	اَلَا	سَآءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ۲۵
کسی علم کے بغیر	خبردار!	برا ہے	وہ جو	یہ لوگ اٹھائیں گے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔20۔21 کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جارہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اسی لئے کہ فرشتے اور شیاطین تو زندہ ہیں، ان پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کے الفاظ انہیں بھی خارج از بحث کردیتے ہیں اب لامحالہ اس میں اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ انبیاء اولیاء، شہداء اور صالحین ہیں جن کو غالی معتقدین اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کردیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عرب میں اس نوعیت کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ جاہلیت عرب کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرب کے متعدد قبائل میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء، اولیاء، اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنالیا تھا۔ بخاری میں ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ سب صالحین کے نام ہیں جنہیں بعد کے لوگ بت بنا بیٹھے۔ بی بی عائشہ ؓ کی روایت ہے اساف اور نائلہ دونوں انسان تھے۔ اسی طرح کی روایات لات، منات اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1133

صفحہ نمبر 1131 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1132 نہیں ہے

تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰۗىِٕكَةُ	اَوْ	يَاْتِيَ	اَمْرُ رَبِّكَ ۭ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ
آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا	پہنچے	آپؐ کے رب کا حکم	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ	وَمَا ظَلَمَهُمُ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾
ان سے پہلے تھے	اور ظلم نہیں کیا ان پر	اللہ نے	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ ع
تو لگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے عمل کیا	اور چھا گیا	ان پر	وہ	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ۔1

اس سورہ کی آیات ۲۸۔۲۹ میں اور پھر آیت۔۳۲ میں ان لوگوں سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے جن کی وہ روح قبض کرتے ہیں۔ یہ آیات قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہیں جو عذاب وثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں، حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی، عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں دیکھئے کہ کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال پانی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو جہنم کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف متقی لوگوں کی روحیں شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکات ہے؟ سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن کی آیات۔۴۵۔۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور آلِ فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ ''ایک سخت عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح وشام وہ آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم وروح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۵۳۶)